عقیدۂ تقیہ

شیعوں کے عقیدۂ تقیہ کے بارے میں

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ کا مدلل اور مستند فتویٰ

مترجم

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی (مدنی)

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ١

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٢ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ٣
مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ٤ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ٥
اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ٦ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ٧

تم إعداد هذا الكتاب بالتعاون مع:

موقع البرهان : *www.alburhan.com*

موقع العقيدة : *www.aqeedeh.com*

محفوظة جميع الحقوق

لا يسمح بالنشر الالكتروني أو المطبوع إلا بعد الرجوع والإستئذان من أحد الموقعين

نام کتاب : عقیدۂ تقیہ

مصنف : فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک

ترجمہ وتلخیص : فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی

ناشر : عقیدہ لائبریری www.aqeedeh.com

سال طبع : 2010ء

تعداد : 20ہزار

فہرست مضامین

❀ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن ناصر البراک حفظہ اللہ ------------------------------------- 5
❀ سوال -- 5
❀ جواب -- 7
❀ غلاۃ -- 10
❀ سبابۃ -- 10
❀ مفضلۃ -- 10
❀ شریعت کی طرف سے دی گئی رخصت اور عقیدہ تقیہ میں فرق ---------------------- 21

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلۃ الشیخ عبد الرحمٰن ناصر البراک حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبركاته امابعد

ہماری آپ کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ ہمیں شیعوں کے مشہور عقیدہ تقیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کے شرعی حکم سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اور اسی طرح ان رافضیوں کی تردید کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں جو اپنے عقیدہ تقیہ کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿إِلَّآ أَن تَتَّقُوا۟ مِنْهُمْ تُقَىٰةً﴾ (آل عمران : ٢٨)

اور اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُۥ مُطْمَئِنٌّۢ بِٱلْإِيمَٰنِ﴾ (النحل: ١٠٦)

کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں اور جیسا کہ فرقہ امامیہ سے تعلق رکھنے والے رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا تعامل بھی عقیدہ تقیہ کے اثبات کی غمازی کرتا ہے چنانچہ شیعوں کی مشہور زمانہ کتابوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''عقیدۂ تقیہ پر عمل نہ کرنے والا تارک صلاۃ کی طرح ہے۔''

جامع الاخبار ص ١١٠ اور بحار الانوار ٧٥/٤١٢

عقیدہ تقیہ کے سلسلہ میں رافضی حضرات اپنے زعم باطل کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ائمہ کرام نے اپنے دور میں ظلم واستبداد کے پیش نظر عقیدہ تقیہ پر عمل کیا تھا اسی بنیاد پر روافض اہل سنت والجماعت کے خلاف اپنے متبعین کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ بھی عقیدہ تقیہ پر

عمل کریں یہی وجہ ہے کہ روافض بعض ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے تقیہ کے جواز میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ

((من صلی وراء سنی تقیة فکانما صلیٰ وراء نبی))

''جس شخص نے بطور تقیہ کسی سنی کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا کہ اس نے نبی کے پیچھے اس کی اتباع میں نماز ادا کی۔''

اور شیعوں کا اپنی مشہور زمانہ کتاب الکافی میں یہ قول موجود ہے کہ اے ابوعمر نوے فیصد دین عقیدہ تقیہ میں پنہاں ہے، اور جو شخص عقیدہ تقیہ کا قائل نہیں گویا کہ وہ دین وایمان سے عاری ہے اور تقیہ سے کسی کو مفر نہیں۔ نبیذ اور مسح علی الخفین کے علاوہ ہر چیز میں تقیہ کی آمیزش ہے اور حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف روایت منسوب کرتے ہوئے شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

''عقیدہ تقیہ میرے اور میرے آباء واجداد کا دین ہے اور جو شخص عقیدہ تقیہ پر کاربند نہ ہو تو اس کو ایمان سے کوئی سروکار نہیں۔''

اور شیعہ حضرات اپنی کتاب الکافی میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

''میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ہے آپ فرمارہے تھے کہ! بخدا میرے نزدیک روئے زمین پر تقیہ سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں میرے پیارے! جو شخص اپنے دل میں عقیدہ تقیہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی سے ہمکنار کرتا ہے اور جو شخص عقیدہ تقیہ سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلت سے دوچار کر دیتا ہے اور اے میرے عزیز اگر حالات ناسازگار ہوں تو لوگوں کو یہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔

فضیلۃ الشیخ! میرا آپ سے سوال ہے کہ ہم اس باطل عقیدہ کے حاملین کے بارے میں کس قسم کا رویہ اختیار کریں اور جو لوگ اس قسم کے باطل اعتقادات کے پیروکار ہیں ہم اہل

سنت والجماعت کا ان کے سلسلہ میں کیا موقف ہونا چاہئے

....

جواب

الحمدللّٰہ وحدہ وصلی اللہ علیٰ من لا نبی بعدہ، اما بعد:

میزان صرفی کے اعتبار سے تقیہ نقیہ کے وزن پر ہے،اسی طرح سقاۃ کے وزن پر لفظ تقاۃ آتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً﴾

اور لغوی اعتبار سے تقیہ کا معنی یہ ہے کہ:

دشمن یا مخالف کے شر سے بچاؤ کی خاطر بظاہر اس کے قول یا فعل کی موافقت کرنا اور دل میں اس کے لیے بغض وکراہت پوشیدہ رکھنا۔''

اور اصطلاحی اعتبار سے تقیہ کی تعریف یہ ہے کہ

مومن کا کفار ومشرکین کے شر سے بچنے کی خاطر بظاہر ان سے دوستی اور تعلق خاطر کا اظہار کرنا یا بادل ناخواستہ ان کے دین کے بعض شعائر کی موافقت کا اظہار کرنا اس حال میں کہ قلب ودماغ ایمان پر پورے طور پر منشرح ہو۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً۝﴾

(آل عمران:۲۸)

''مومنوں کو چاہئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی طرح کی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ اس کے شر سے کسی طرح سے بچاؤ مقصود ہو۔''

مراد یہ کہ دارالحرب میں مسلمان کافروں سے ظاہری طور پر دوستی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔
اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۝﴾

(النحل:١٠٦)

''جو شخص ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

اور تقیہ کے عمومی معنی میں نفاق کا بھی شمار ہوتا ہے درحقیقت تقیہ کا لغوی معنی بھی نفاق ہی ہے یعنی ظاہراً ایمان کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہو اور باطنی طور اسلام اور مسلمانوں سے بغض اور کینہ اپنے سویداء قلب میں پوشیدہ رکھتا ہو مراد یہ کہ ظاہری اعتبار سے تو اپنائیت کا مظاہرہ کریں اور پیٹھ پیچھے چھری لیے وار کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوں دراصل منافقین کا یہی شیوہ تھا کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنے پوشیدہ راز کو فاش کیا تو اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں کی زد میں آ جائیں گے اس لیے وہ مومنوں کی پکڑ سے بچنے کے لیے یہ حرکت کیا کرتے تھے تاکہ اپنی اس منافقانہ چال کی وجہ سے جانی اور مالی دونوں اعتبار سے وہ محفوظ و مامون ہو جائیں اور اس منافقانہ حرکت کی وجہ سے ان پر کسی طرح کی زد نہ آئے چنانچہ ظاہراً کچھ ہوتا تھا اور باطن میں وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے بغض وعداوت اور ان سے کینہ کدورت رکھا کرتے تھے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝﴾ (البقرہ:١٤)

''اور وہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں سے) استہزاء کرتے ہیں۔''

نفاق کے پس پردہ یہ راز پنہاں ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں دراندازی کی جائے، ان کی صفوں کو میں دراڑیں ڈال دی جائیں اور ان کو شکوک وشبہات کا شکار بنا دیا جائے تاکہ وہ اپنے دین ومذہب، اور عقائد وعبادات کی طرف سے تردد کا شکار ہوجائیں اور ملت اسلامیہ شکوک وشبہات کے گرداب میں پھنس کر افتراق وانتشار کی نذر ہوجائے اور مسلمانوں کے اندر بدعات وخرافات کی چنگاری کو ہوا دے کر ملت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے اور ان کے دین ومذہب کی اصل ہیئت بگاڑ دی جائے تاکہ صراط مستقیم سے دور سے دورتر ہوتے چلے جائیں، نبوی نہج زندگی سے ان کا تعلق ختم ہوجائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے رسم کردہ نقوش جاوداں سے بیگانے ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مصداق قرار پائیں:

﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًاؕ﴾ (فاطر:۸)

''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اس کے برے اعمال مزین کردئے گئے ہیں (کیا وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے)۔''

نفاق کی یہی وہ قسم ہے جو رافضیوں کے مذہب کی اساس وبنیاد ہے اور رافضیوں کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی ہے جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے شیعیت کا ڈھونگ رچایا تھا اور شیعوں کے ایک گروہ کو یہ عقیدہ باور کرایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) الٰہیں چنانچہ ان لوگوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خندقیں کھودنے کا حکم صادر فرمایا اور آگ جلوا کر ان لوگوں کو اس جلتی ہوئی آگ میں جھونک دینے کا حکم دیا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے کہ:

ولما رایت الامر امراً منکراً
اجّجت ناری ودعوت قنبراً

''اور جب میں نے کھلم کھلا برائی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا تو میں نے آگ جلوائی اوران بدمعاشوں کواس کے نذرکردیا۔''

اس وقت سے شیعہ حضرات تین ٹکڑوں میں بٹ گئے۔

(۱) **غلاۃ** :...... اس سے مراد کٹرقسم کے شیعہ ہیں جوغلو میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

(۲) **سبابۃ** :...... انہیں کوامامیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے بعد کی اصطلاح میں ان کو رافضہ کے نام سے پکارا جانے لگا یہی وہ لوگ ہیں جوتبرہ بازی کرتے ہیں۔

(۳) **مفضلۃ**...... : ان کوشیعان علی رضی اللہ عنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے یہ مطلقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا دم بھرتے ہیں حالانکہ درحقیقت ان کوحضرت علی رضی اللہ عنہ کی قدر ومنزلت کا پتہ ہی نہیں ہے۔

جہاں تک فرقہ امامیہ میں سے کٹرقسم کے رافضیوں کاتعلق ہے انہوں نے تو عقیدۂ تقیہ کو اپنے دین ومذہب کی بنیادقراردے کراسے اپنے مذہب کا جزلاینفک بنالیا ہے چنانچہ اس فرقہ کے لوگ (حکومت اسلامیہ کے شرعی قوانین کے ڈرسے) اپنے کفریہ عقائدکودل ہی دل میں پوشیدہ رکھتے ہیں یا سیدھے سادے اورسادہ لوح انسانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے اس عقیدہ کوبطورحربہ استعمال کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ عقیدۂ تقیہ کی غرض وغایت، جس کا شیعہ حضرات دم بھرتے ہیں نفاق کا لبادہ اوڑھنا ہے۔اس کے علاوہ روافض اس عقیدہ کے جواز میں یہ بات کہتے ہیں کہ اہل بیت میں سے ائمہ کرام اورحضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خوداوران کے بعد کے ائمہ بھی عقیدہ تقیہ کے قائل تھے اوران لوگوں نے خلفاء راشدین اورعامۃ الناس کے ساتھ اس عقیدہ پرعمل کورواج دیااس بات سے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ اہل بیت اورائمہ کرام بشمول علی رضی اللہ عنہم کا نعوذ باللہ بظاہر عمل کچھ اورتھا اوراپنے اپنے دلوں میں یہ لوگ بطورتقیہ کچھ

اور پوشیدہ رکھتے تھے اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے علی الاعلان آواز حق بلند کرنے سے گریز کیا اور دعوت حق کو کھول کر بیان کرنے سے پہلو تہی کی ان لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے چشم پوشی اختیار کی بلکہ ظاہراً جس چیز پر یہ لوگ عمل پیرا تھے دل ہی دل یہ لوگ اس کو باطل سمجھتے تھے۔

یہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی ہے اور ان کی ذات پر بہتان طرازی ہے کیونکہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کی آواز کو بلند کرنے کے عادی تھے اور حق گوئی و بیبا کی کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں حق بات کہنے سے ذرہ برابر چوکنے والے نہیں تھے اور اس سلسلہ میں کسی لعنت ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہی حال آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن حسین اور علی بن الحسین اور آپ کے صاحبزادے محمد اور ان کے صاحبزادے جعفر صادق رضی اللہ عنہم کا تھا۔ یہ تمام کے تمام لوگ اس جھوٹ اور صریح تہمت سے منزہ و مبرا ہیں یہ لوگ تو ایسے صاف گو انسان تھے کہ جس حق پر یہ لوگ عمل پیرا تھے انہوں نے اسے پردہ خفا میں نہیں رکھا بلکہ حق کو واضح کر کے لوگوں کو اس سے آشنا کروانا اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور باطل کے سامنے کبھی سرنگوں نہیں ہوئے اور نہ ہی باطل کے لیے نرم گوشہ کا اظہار کیا جیسا کہ روافض کا خیال ہے۔

بقول روافض، ائمہ اہل بیت نے دعوت حق کی کوئی نصرت وحمایت کی نہ باطل سے نبرد آزمائی کی کوئی تگ ودو کی اور نہ ہی اپنی زبان کے ذریعے برائی کے ازالہ کی کوشش کی چہ جائیکہ اس کو روکنے کی جدوجہد کرتے یہ اس وجہ سے کہ رافضیوں کے نزدیک بالفعل عقیدۂ تقیہ کا تقاضہ یہی تھا۔

اور ائمہ کرام پر اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تقیہ کی نسبت نبی اکرم کی طرف کی جس کا تذکرہ اس فتویٰ کے سائل نے اپنے سوال میں کیا ہے تو اس سلسلہ میں ہم یہی کہیں گے کہ ”سبحانك هذا بهتان عظيم“ ہمیں ان کے اس مضحکہ خیز جھوٹ پر

افسوس ہوتا ہے ان لوگوں کی زبانی اس طرح کی جھوٹ گوئی کی بکثرت مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے ان کی تاریخ بھری پڑی ہے اوراس پر طرۂ یہ کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے تو ہیں لیکن اسے اچھی طرح بھی نہیں کر سکتے جوان کی کم عقلی اور جہالت کی واضح دلیل ہے جس نے ان کو اسلام کے ماتھے پر بدنما داغ بنا دیا ہے رافضی حضرات اتنے جری ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عظیم الشان شخصیت کی طرف تقیہ کی نسبت کرنے کی جسارت سے بھی باز نہیں آتے ہیں سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کی ذات تو وہ ذات ہے جس کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۝﴾ (الحجر:۹۴۔۹۵)

''پس آپ اس حکم کو جو آپ کو دیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے اور آپ سے جو لوگ مسخرا پن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۝﴾ (المائدہ:۶۷)

''اے رسول ﷺ جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے آپ اس (امانت کو بحسن وخوبی) امت تک پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے (شر) سے محفوظ رکھے گا۔''

اس ذات گرامی کے بارے میں کس بنیاد پر یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ عقیدہ تقیہ کی موید تھی آپ ﷺ کی ذات تو وہ ذات ہے کہ جب مشرکین اور قریش مکہ نے آپ ﷺ کو دعوت وتبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ سے روکنے کی خاطر دنیا کے بیش بہا مال و دولت کی پیش کش کی اور آپ ﷺ کو رب کریم کی طرف سے سونپی گئی امانت کو امت تک پہنچانے سے روکنے کے

لیے دلکش اور پر کشش پیشکش کی تو اس موقعہ پر آپ ؐ نے جو جملے زبان مبارک سے نکالے ہیں وہ سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں آپ ﷺ نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا:

((واللّٰہ لو وضعوا الشمس فی یمینی والقمر فی شمالی علیٰ ان اترك هذا الامر ما ترکته)) [رواہ ابن اسحاق وغیرہ]

''قسم ہے باری تعالیٰ کی اگر قریش مکہ اس شرط پر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں کہ میں تبلیغ اور دعوت رسالت کے کام کو چھوڑ دوں تب بھی میں اس ربانی فریضہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

نبی ﷺ کی ذات گرامی تو ایسی باعظمت ذات ہے جس نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر دنیا کے سب سے بڑے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

((انتم تسالون عنی ، فماانتم قائلون؟قالوا نشهد انك بلغت وادیت ونصحت ، فقال باصبعه السبابة یرفعها الی السماء وینکتها الی الناس: اللّٰهم اشهد ثلاث مرات))

[متفق علیه واللفظ لمسلم]

''آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو اس بھرے مجمع میں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ عنقریب تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ تو پوری امت مسلمہ نے میدان عرفہ میں بیک آواز کہا تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو ہم تک پہنچا دیا اور اپنے فریضہ کو ادا کر دیا اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کیا اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تو امت مسلمہ کی اس شہادت پر گواہ رہ! پھر اس جملہ کو بطور تاکید آپ ﷺ نے تین مرتبہ دھرایا۔''

یہاں پر ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف تقیہ کی نسبت کرنا گویا کہ رب کریم کی رسالت کی تبلیغ اور دعوت کہ جس کی امانت آپ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی گئی تھی کوکماحقہ امت مسلمہ تک پہنچانے میں آپ ﷺ کی ذات کو موردالزام ٹھہرانا ہے اور آپ ﷺ کی ذات کو متہم قرار دینے کی ناکام کوشش کرنا ہے اور اس الزام کے در پردہ آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ پر طعنہ زنی کرنا ہے مگر نبی کریم ﷺ کی عظمت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور ہر طرح سے مزکیٰ ومصفیٰ ہے اور کیوں نہ ہو؟ مشرکین مکہ نے تقیہ کا مطالبہ کیا تھا تو فوراً وحی آئی کہ

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ (القلم:۹)

''وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ذرا ڈھیلے پن کا مظاہرہ کرو تو یہ لوگ بھی ڈھیلے پڑ جائیں گے۔''

آیت مذکورہ سے پتہ چلا کہ مشرکین مکہ اورقریش کی دلی خواہش یہ تھی کہ آپ ﷺ دعوت دین سے باز آجائیں تو وہ بھی آپ ﷺ کی مخالفت سے باز آجائیں گے مگر نبی کریم ﷺ رسالت سماوی کی تبلیغ کوبآواز بلندلوگوں تک پہنچانے سے کہاں باز آنے والے تھے؟ آپ دعوت توحید کولوگوں تک پہنچانے میں ذرہ برابر کوتاہی سے کام لینے والے نہ تھے اور کسی قیمت پرشرک وکفر کی مذمت اور عیب جوئی سے پہلو تہی کرنے والے نہ تھے آپ ﷺ کا مشن توحق کو باطل سے ممیّز کرنے اور اسے نکھار کر پیش کرنے کا تھا۔اس بنیاد پر اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں تقیہ پرعمل کیا تھا چاہے وہ ایک ہی مسئلہ میں کیوں نہ ہو؟ تو ایسا شخص باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف اس عقیدہ کی نسبت سے اس رسالت کا کتمان ثابت ہوتا ہے جس کی تبلیغ کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دے کر مبعوث فرمایا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو آپ ﷺ اس آیت کا کتمان فرماتے۔

﴿وَ تُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ مُبۡدِیۡہِ وَ تَخۡشَی النَّاسَ ۚ﴾ (الاحزاب:۳۷)

[رواہ البخاری و مسلم]

''اورتم اپنے دل میں وہ چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اورتم کو لوگوں کی طرف سے خدشہ تھا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ میں سے کسی چیز کو صیغہ راز میں رکھا ہے تو اس نے اللہ کی ذات پر بہت بڑی بہتان طرازی کی ہے۔[رواہ مسلم]

اور ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ (قرآن کریم میں سے کسی آیت کو چھپاتے تو آپ ﷺ اس آیت کا کتمان فرماتے:

﴿وَ اِذۡ تَقُوۡلُ لِلَّذِیۡۤ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ زَوۡجَکَ وَ اتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ مُبۡدِیۡہِ وَ تَخۡشَی النَّاسَ ۚ وَ اللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشٰہُ ؕ﴾ (الاحزاب : ۳۷)

''اوراس وقت کو یاد کرو جس وقت آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے بھی کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ کا خوف کھاؤ اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ کو لوگوں کی طرف سے خوف اور خدشہ بھی تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس سے خوف کھائیں۔'' (رواہ مسلم)

جہاں تک نبی کریم ﷺ کا بعض معروف منافقین کی طرف سے چشم پوشی کا معاملہ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ان منافقین کے بارے میں حکم کی بجاآوری کے پیش نظر تھا کہ دنیاوی امور

میں ان کے ساتھ عام مسلمانوں جیسا رویہ اختیار کیا جائے اس کے باوجود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو منافقین کے ناموں کی نشاندہی کردی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی علامتیں بیان کر کے ان سے برسرپیکار ہونے کا حکم دیا تھا اور ان کے برے انجام سے بھی مطلع فرما دیا تھا جیسا کہ اس بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفصیلی وضاحت موجود ہے اور جہاں تک بعض شریرالنفس منافقین کی خاطر مدارات کا معاملہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ اس قسم کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور کریمانہ صفات کی وجہ سے تھا اور اس سے منافقین کی تالیف قلبی مقصود تھی، اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے منافقین کو تحفہ تحائف سے بھی نوازتے رہا کرتے تھے مگر اس کی وجہ سے برائی پر خاموش نہیں رہا جا سکتا اور نہ ہی منکر کی موافقت کی نشاندہی ہوتی ہے بلکہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی حکمت عملی کا پہلو اجاگر ہو کر سامنے آتا ہے۔

عقیدہ تقیہ کے سلسلہ میں اس مختصر بیان کے بعد یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ روافض جس عقیدہ تقیہ پر عمل پیرا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اس کو ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں جس کا تفصیلی بیان گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے شیعہ حضرات نے عقیدہ تقیہ کے جواز یا اس کی رخصت کا فتویٰ صادر کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ عقیدہ تقیہ کو اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اس باطل عقیدہ کو شیعوں کے لیے واجب قرار دیتے ہیں اور اس عقیدہ کے جواز کے لیے انہوں نے ائمہ کرام کی طرف ایسی من گھڑت روایات منسوب کی ہیں جو کہ سراسر ائمہ کرام کی ذات پر دروغ گوئی اور اتہام ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے اس کے علاوہ اس سلسلہ میں شیعوں کے نزدیک اور بھی بہت سے ایسے من گھڑت اقوال اور بہت سی ایسی موضوع روایات ہیں جن پر غور وفکر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ متن اور سند دونوں اعتبار سے ناقابل اعتبار ہیں شیعوں کے علماء میں سے

ایک عالم ''بابویہ'' نے اپنی کتاب ''الاعتقادات'' [ص: ١١٤] پر اس بات کی صراحت کی ہے کہ ہمارا عقیدہ تقیہ کے بارے میں خیال یہ ہے کہ

''تقیہ واجب ہے جس نے اس کو ترک کیا اس کا حکم تارک صلاۃ کی طرح ہے'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شیعہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیعوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کے لیے عقیدہ تقیہ پر عمل کرے سوائے اپنے شیعہ بھائیوں کے، اور منافقین کا بھی یہی شیوہ تھا جب وہ مسلمانوں کے مابین ہوتے تو ان سے موافقت کا اظہار کرتے اور جب منافقین کے ساتھ بیٹھتے تو ان کا راگ الاپتے جیسا کہ قرآن کریم نے ان کی اس عادت اور خصلت کے بارے میں کہا ہے کہ

﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِهِمۡ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝﴾ (البقرہ:١٤)

''اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔''

روافض یہ عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں تاکہ مسلم معاشرے میں ان کی عزت وآبرو اور جان ومال محفوظ رہے، اور اہل سنت والجماعت کے درمیان منافقانہ انداز میں زندگی گذارنے کا جواز نکل آئے یہی وجہ ہے کہ وہ مسلم معاشرے میں اپنے اصل کفریہ اعتقاد کا اظہار نہیں کرتے جیسا کہ ائمہ کرام کو الوہیت کے مرتبہ پر فائز کرنا یا ان کے بارے میں غلو کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تکفیر کرنا، شیخین پر لعن وطعن کرنا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت تراشی کرنا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تہمت سے بری الذمہ قرار دیا ہے، جب مسلمانوں کی شان وشوکت اور ان کا رعب ودبدبہ کمزور پڑ گیا تو انہوں نے مسلم معاشروں میں ہونے والی بعض عملی بدعتوں کو رواج دینا شروع کر دیا مثال کے طور پر نوحہ وماتم کرنا، عاشوراء

کے دن سینہ کوبی کرنا، تعزیہ اور علم نکالنا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد میں ماتم اور مجلس عزاء منعقد کرنا، محرم وچہلم کا بطور تہوار منانا اور عزاء داری کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس تفصیلی بیان کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیعوں کا عقیدہ تقیہ دس برائیوں کا مجموعہ ہے وہ دس برائیاں یہ ہیں۔

ا: اس میں مومنوں کو دھوکہ دینے کیے لیے کتمان باطل اور اظہار حق میں منافقین سے مشابہت ہے۔

۲: عقیدہ تقیہ کو وسیلہ بنا کر اہل سنت والجماعت کو اپنی اغراض مذمومہ کا شکار بنانا اوران کو نقصان پہنچانا یا اپنے باطل عقیدہ میں ان کو اپنا ہمنوا بنانا ہے۔ اہل سنت والجماعت شیعوں کی ان نازیبا حرکتوں کے باوجود ان پر جانی ومالی ظلم سے گریز کرتے ہیں مگر اہل سنت ان کی بدعات وخرافات کا سختی سے انکار کرتے ہیں اوران کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ روافض کے بارے میں حقیقت کشائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’جہاں تک رافضیوں کا تعلق ہے تو ان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ جس شخص کے ساتھ رہیں گے اس کے ساتھ اپنے عقیدہ تقیہ کا استعمال ضرور کریں گے اس کے بغیر ان کو کسی صورت میں چین نصیب نہیں ہوگا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ روافض اپنے دل میں دین فاسد چھپائے ہوئے ہیں ان کا دل سیاہ ہے جو ان کو جھوٹ، دروغ گوئی، خیانت وبے ایمانی، لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی، فریب گوئی اور مخلوق خدا کے ساتھ بدظنی اور برائی پر آمادہ کرتا ہے فتنہ وفساد اور شر انگیزی کا کوئی ایسا حربہ باقی نہ بچا ہوگا جسے رافضیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔[منهاج السنة (٦/ ٤٢٥)]

۳: ان کے اغراض مذمومہ میں سے یہ بھی ہے کہ دین کے اندر ایک ایسی نئی شریعت کی داغ بیل ڈال دی جائے جس کا شریعت مطہرہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔

۴: ایک اساسی نقطہ یہ ہے کہ ان کی ایجاد کردہ بدعات وخرافات کوزور وشور سے اپنایا جائے بلکہ اس میں غلو کی حدود کو بھی تجاوز کر جایا جائے چنانچہ انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اپنے اس مشہور عقیدہ کو واجب قرار دے دیا ہے اس سے بھی بڑھ کر عقیدہ تقیہ کو دین اسلام کی بنیاد قرار دے دیا ہے گویا کہ ان کے نزدیک دین کی اساس اور جڑ عقیدہ تقیہ ہے یعنی تقیہ کے بغیر ان کا دین مکمل نہیں ہے۔

۵: رافضیوں نے اس بدعت کو ایجاد کر کے منافقین جیسے کہ نصیری، اسماعیلی، اور عبیدی وغیرہ ہیں، کے لیے راستہ کھول دیا ہے مذکورہ تمام فرقے اسلام میں شیعوں کے نام سے چور دروازے سے داخل ہوئے ہیں یہ لوگ نام کے مسلمان ہیں اور دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کے مرتکب ہیں جیسا کہ بعض اہل علم کا فرقہ عبیدیین اور ان جیسے فرقوں کے بارے میں خیال ہے یہ لوگ اظہار تو شیعیت کا کرتے ہیں جب کہ دل میں خالص کفر لیے بیٹھے ہیں۔

۶: رافضیوں نے اس باطل عقیدہ کی نسبت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف کر کے دروغ گوئی کا ارتکاب کیا ہے۔

۷: رافضیوں نے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف عقیدہ تقیہ کی نسبت کر کے ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات اور ان کی زبان سے نکلے کلمات حق کی صداقت کو شک وشبہ کے باب میں شامل کر دیا ہے اور اپنی اس حرکت کی تقیہ کہہ کر تاویل کر دی اور اپنے عقیدۂ تقیہ کے مطابق اپنے آپ کو حق بجانب قرار دے لیا ہے۔

۸: رافضیوں نے اپنے عقیدہ تقیہ کی نسبت اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین نے دعوت حق کو کھلم کھلا بیان کرنے میں پہلو تہی سے کام لیا ہے اور پیغام رسالت کو امت مسلمہ تک پہنچانے میں کاہلی برتی ہے۔

۹: عقیدہ تقیہ کو رواج دینے کے پس پردہ رافضیوں کا مطمع نظر یہ ہے کہ سیدھی سادھی عوام کو

گمراہ کیا جائے تا کہ وہ اپنے ائمہ کرام اور دعوت حق کی موافقت میں اہل سنت والجماعت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جائیں جیسا کہ منافقین کا حال تھا ایسے تذبذب کا شکار ہو کر رہ گئے تھے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے اور نہ اُدھر کے رہے

اس لیے رافضیوں کے ائمہ سیدھی سادی عوام کی گمراہی کے پورے طور پر ذمہ دار ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مـن دعـا الىٰ ضلالة فعليه مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئا)) [رواه مسلم]

''جس شخص نے گمراہی کی دعوت دی تو وہ اپنے پیروکاروں کے گناہوں کے مثل گناہوں کا حق دار ہے اوران گمراہ لوگوں کے ذاتی گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ہرقل (روم کے بادشاہ کو) مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ

((فان توليت فعليك اثم الاريسيين)) [رواه البخاری ومسلم]

''(اگر تم اسلام کی دعوت قبول نہیں کرتے تو تم ان دہقانوں کے گناہوں کے ذمہ دار ہو)۔''

۱۰: روافض کے اس عقیدہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ رافضیوں کو حق کی دعوت دینا چاہتے ہیں ان کے لیے راستہ مسدود کر دیا جائے تا کہ وہ ان کو حق کی رہنمائی نہ کر پائیں کیونکہ اگر یہ لوگ اپنے باطل اور پوشیدہ عقیدہ کی نقاب کشائی نہیں کرتے تو پھر ان سے کس بنیاد پر مناقشہ اور مباحثہ کیا جاسکتا ہے؟

شریعت کی طرف سے دی گئی رخصت اور عقیدہ تقیہ میں فرق

۱: مسلمانوں کو شریعت کی طرف سے جو آسانی دی جاتی ہے اسے رخصت کہتے ہیں مگر اس موقعہ پر بھی عزیمت پر عمل کرنا اولوالعزم لوگوں کا کام ہے اس لیے مجبوری کے وقت شریعت نے تقیہ کی اجازت دی ہے مگر روافض کے نزدیک عقیدہ تقیہ پر عمل کرنا واجب ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

۲: شریعت نے جس تقیہ کی اجازت دی ہے اس کا اطلاق کفار ومشرکین کے ساتھ خاص ہے جبکہ رافضیوں کے یہاں جس تقیہ کا رواج ہے وہ تقیہ جمہور امت مسلمہ کے ساتھ ہے کیونکہ وہ بطور تقیہ اہل سنت والجماعت کو کافر گردانتے ہیں۔

۳: شریعت میں بحالت مجبوری عقیدہ تقیہ کے مباح ہونے کی اجازت دی گئی ہے جب کہ رافضی اسے اہل سنت کے ساتھ ہر وقت اور ہر حال میں مباح قرار دیتے ہیں۔

۴: اہل سنت کے نزدیک جو شخص کفار ومشرکین کے نرغے میں پھنس جائے اور اپنے ایمان کو صیغہ راز میں رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنے ایمان کو چھپالے مگر اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے عقائد اور ان کے مذہب کی موافقت کرتے ہوئے انہیں کے رنگ میں رنگا جائے۔اس کے برعکس رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے درمیان ہوں تو بطور تقیہ انہیں کے عقیدہ کا اظہار کریں۔

۵: اس مسلمان کے لیے جو کفار کی حکومت کے تحت رہ رہا ہو اور اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کفار پر ظلم وزیادتی روا رکھے،ان کے ساتھ دھوکہ دہی کرے یا انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے اس کے برعکس روافض اہل سنت کو ہر

وقت گزند پہنچانے کے درپے رہتے ہیں چاہے وہ ان کے درمیان ہی کیوں نہ رہ رہے ہوں۔

جہاں تک اہل سنت کا روافض کے ساتھ اپنے تعلقات استوار رکھنے کا معاملہ ہے تو ہم ان کی عقیدہ تقیہ کے ساتھ وابستگی کے باوجود ان کے ساتھ وہی تعامل کریں گے جو اہل سنت منافقین کے ساتھ کرتے ہیں ہم ان کے ظاہر پر حکم لگانے کے مجاز ہیں اور ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتے ہیں، ہم ان کو واجبات شرعیہ ادا کرنے کا حکم دیں گے اور انہوں نے جو ظاہری طور پر منکرات و بدعات اور رسم و رواج گھڑ رکھیں ہیں حسب استطاعت اور بتدریج حکمت اور دانش مندی کے ساتھ معاشرے سے اس کے خاتمے کی کوشش کریں گے، اور منکر کا حتیٰ الامکان آہستہ آہستہ ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے، اور ان کے حقوق ان تک پہنچانا اپنی ذمہ داری سمجھیں گے اور ان پر ظلم وزیادتی کرنے سے گریز کریں گے ان تمام چیزوں کے باوجود ہمارے لیے ان کی طرف سے چوکنا رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ گذشتہ تصریحات سے یہ بات واضح ہوکر سامنے آ گئی ہے کہ روافض اہل سنت سے دشمنی وعداوت پوشیدہ رکھتے ہیں اور ہر وقت اہل سنت کو گزند یا نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں اور اہل سنت میں سے جو ان سے تعلق رکھتا ہے وہ اس سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اسی کو اپنے سے تعلق رکھنے والا سمجھتے ہیں جو انہیں ان کے مذہب سے دست بردار ہونے کی دعوت نہ دے اور جو انہیں اہل سنت کے بارے میں مورد الزام نہ ٹھہرائے اور اہل سنت روافض سے خرید وفروخت کے معاملہ میں عام لوگوں کی طرح معاملہ رکھنے کے قائل ہیں چنانچہ اہل سنت کے نزدیک روافض سے بغیر کسی دھوکہ دہی اور دروغ گوئی کے خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ معاملات میں جھوٹ اور بے ایمانی سراسر ظلم ہے اور کسی صورت میں بھی اس کا جواز نہیں ہے کوئی ان میں سے کسی کو دعوت دین پیش کرنے کی قدرت اور صلاحیت رکھتا ہو تو سمجھو کہ یہ اس کے حق میں بہترین تحفہ ہے جو اسے مناسب موقعہ سے پیش کیا جائے:

﴿وَ اللّٰهُ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ﴾

''دراصل اللہ جسے چاہتا ہے راہ ہدایت سے آشنا کرادیتا ہے اورسیدھے راستہ پر گامزن فرمادیتا ہے۔''

عقیدہ تقیہ کے ذکر کی مناسبت ہم سے موزوں ہوگا کہ روافض اوراہل سنت کے مابین ہم آہنگی اورقربت جیسے پرخطر پروپیگنڈوں کی نشاندہی کرتے چلیں اس سلسلہ میں ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس قسم کی دعوت روافض کا مسلمانوں کواپنے مکروفریب کے جال پھانسنے کا پیش خیمہ ہے جس کے ظاہری اثر سے اہل سنت کے بہت سے پڑھے لکھے لوگ متاثر نظرآتے ہیں کیونکہ انہیں روافض کے اصول ومبادی کا پتہ نہیں ہے، وہ ان کے ہتھکنڈوں سے بالکل نابلد ہیں اور وہ ان کے پرخطر عزائم سے غافل ہیں انہیں پتہ نہیں ہے کہ روافض اوراہل سنت میں قربت اورہم آہنگی کی وجہ سے اہل سنت کوان کے بدعات وخرافات کے بدلے اپنے کن کن اصول ومبادی اوراپنے منہج حق سے کن کن شرعی ضابطوں اوراسلامی قواعدوقوانین سے دستبردار ہونا پڑے گا اور روافض کے گمراہ کن پروپیگنڈا اوران کی کجروی سے اغماض کرکے خاموش رہنا پڑے گا اس لیے اہل سنت متنبہ ہوجائیں کہ روافض اپنے دین ومذہب کے اصول وضوابط میں سے کسی ایک ضابطے اورقاعدے سے ذرہ برابر بھی ہٹنے کے لیے کبھی تیارنہیں ہوسکتے اگرانہوں نے ایسا کیا بھی تووہ بطورتقیہ اس کو بروئے کارلائیں گے۔

اہل سنت اوررافضیوں میں قربت اورہم آہنگی کی دعوت ایک ایسی چال ہے جس پررافضی حکومت ایران میں اپنا تکیہ کئے بیٹھی ہیں تاکہ اس کوخلیجی خطہ میں اپنے اہداف ومقاصد بروئے کارلانے کا موقعہ مل جائے اوراپنے اثرونفوذ کوقائم کرنے کا وسیلہ ہاتھ آجائے اوراہل سنت کے ممالک میں مذہب رافضی کی اشاعت وترویج کے لیے انہیں ہموار فضا مل جائے۔

رافضی حکومت جوفلسطین کی مدداورفلسطین میں غاصبانہ یہودی تسلط سے نبردآزمائی کے دعوے کررہی ہے اس سے کسی کو ہرگز دھوکہ نہیں کھانا چاہئے یہ صرف پروپیگنڈا ہے جس کوان

کے سیاست داں بڑھا چڑھا کر اعتماد کے پیرایہ میں بیان کر کے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے کرتے نظر آتے ہیں جوان کے مکروفریب سے بالکل نابلد ہیں یہ سارے کے سارے دعوے حزب اللہ کی زبان سے سننے میں آرہے ہیں درحقیقت یہ ایک سوچی سمجھی چال ہے جو اس خطے میں حکومت ایران کے اثر ونفوذ کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی غرض سے چلی جا رہی ہے۔

اگر رافضیوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو ہمیں بخوبی پتہ چل جائے گا کہ ہماری امت کے اسلاف وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں یا تابعین کرام اور تبع تابعین ہوں یا ان کے بعد کے اسلاف عظام رحمہم اللہ اجمعین اہتمام لوگوں کے ساتھ روافض کے پرخطر عزائم کی داستان بہت طویل ہے جو شخص ہمارے اسلاف کے ساتھ ان کی زہر افشانی کی داستان جانتا ہوگا اور جس نے ان کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ہوگا اس پر یہ حقیقت خود بخود آشکارا ہوگئی ہوگی کہ اہل سنت کے لیے روافض کا سم قاتل اور یہود ونصاریٰ کا زہریلا پن کچھ کم نہیں یہ لوگ امت مسلمہ کے لیے یہود ونصاریٰ کی طرح خطرناک عزائم کے حامل ہیں۔

اس سے بڑھ کر اس بات کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ حکومت ایران کی دسترس میں رہنے والے اہل سنت کے ساتھ وہاں کیا رویہ اپنایا جارہا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی زندۂ وجاوید مثال ہوسکتی ہے کہ سرزمین عراق پر صلیبی تسلط کے بعد اہل سنت کے ساتھ کیا رویہ اپنایا گیا اور ایرانی وعراقی سنیوں کو وہاں کے رافضیوں نے کس طرح ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور ان پر طرح طرح کے ستم روا رکھنے کے لیے انہیں تختہ مشق بنایا گیا اہل سنت کو ایران وعراق میں جس ظلم وبربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے تاریخ عالم میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے کیا رافضیوں کی سنیوں سے دشمنی کی اس سے بڑھ کر اور کوئی مثال ہوسکتی ہے۔

عراق میں اس آخری دور کے تازہ ترین واقعات نے حکومت ایران کی لالچ بھری پلاننگ کا پردہ فاش کر دیا ہے ورنہ ایران عراق کے رافضیوں کی مدد میں اتنا سرگرم کیوں ہے؟ اور اہل سنت کے مقابلہ میں سرزمین عراق پر قابض اجنبی فوجوں سے اسے اتنی ہمدردی کیوں

ہے؟ اس ہمدردی کے پس پردہ ایران کے عزائم یہ ہیں کہ سرزمین عراق پر رافضی حکومت قائم ہو جائے اس کے بعد پھر ایران اور عراق دونوں حکومتیں گھل مل جائیں اور عراق سے اہل سنت کا صفایا ہو جائے اس سے پتہ یہ چلا کہ اس خطہ میں رافضی خطرہ عظیم ترین خطرہ ہے جس سے اہل وسنت کو چوکنا رہنا چاہئے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ایران کے پرخطر عزائم کی حقیقت منکشف ہو کر سامنے آ چکی ہے اس لیے سنیوں کو رافضیوں کے دام میں پھنسنے سے پہلے انجام کار سوچ لینا چاہئے ان کی چکنی چپڑی باتوں کے دام میں نہ آنا چاہئے کیونکہ وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں لہٰذا ان کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لیے ہمیں ان لوگوں سے ہر وقت بھرپور ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہئے۔

((نسال اللّٰـه ان ینصر دینه ، ان یرد کید اعدائه فی نحورهم ویکفینا شرورهم ، انه علی کل شئی قدیر .))

وصلی الله وسلم علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین

❋......❋......❋